فرماتے ہیں۔

اب ایک طرف عمل کا ردعمل متقاضی ہو اور دوسری طرف نبی ﷺ کی خوشخبریاں دعوت عمل دے رہی ہوں تو پھر مومنین وصالحین کا اپنے آپ کو تیار نہ کرنا اور میدان عمل میں اترنے سے گریز کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

گزشتہ چند صدیوں سے امت مسلمہ جس زبوں حالی کی شکار ہوئی ہے اور دنیا کی قیادت عالم کفر کو منتقل ہوئی ہے تو اس میں بلاشبہ بنیادی کردار عالم کفر کی اہلیت سے بڑھ کر اہل اسلام کی اجتماعی نااہلی کا تھا۔ جب اس امت نے عالمی قیادت کے لیے اپنے آپ کو نااہل ثابت کیا تو پھر ان کے مقابلے میں دشمنوں کو اللہ نے موقع دیا اور انہوں نے بتدریج عالم اسلام کے غلبہ کی بساط لپیٹ دی اور پورے کرہ ارض میں طاغوتی ایجنڈے کی تنفیذ بڑی مہارت سے مکمل کی۔ لیکن جب طاغوتی بالادستی اپنے ارتقائی مراحل سے گزر کر انتہا کو پہنچی تو یکدم اس نے واپسی کا سفر شروع کر دیا اور عصر حاضر کا ایک عظیم حادثہ اس طاغوتی بالادستی کے زوال کا نقطہ آغاز بنا۔ جو ارتقائی سفر کئی صدیوں میں مکمل ہوا تھا اس کے زوال کے لیے بھی چند صدیاں ہی لگنی چاہیے تھیں جس طرح مسلمانوں کے عروج وزوال کی تاریخ میں نظر آتا ہے۔ لیکن زمانے کی رفتار اتنی تیز ہوچکی ہے روز اتنے بڑے بڑے حادثات رونما ہونے شروع ہوگئے ہیں اور دوسری طرف اہل حق اور مومنین کی اُٹھان بھی اس انداز سے ہو رہی ہے۔ لگتا ہے کہ طاغوت کی بساط صدیوں میں نہیں عشروں میں ہی لپیٹ دی جائے گی ان شاء اللہ جس کا ادراک اب طاغوتی تھنک ٹینکس کو بھی شدت سے ہو رہا ہے۔ جن کے تجزیے اور بیانات آئے روز اخبارات کی زینت بن رہے ہیں۔

❁❁......❁❁

# مدیر تعلیم کو صدمہ

جناب مولانا ثناء اللہ عبدالرحیم صاحب مدیر تعلیم جامعہ دارالعلوم بلتستان کے والد گرامی قدر عبدالرحیم صاحب 19 اپریل کو آبائی گاؤں یگو میں انتقال کر گئے۔ ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾ اور سینکڑوں افراد کے سامنے سپرد خاک ہوئے۔ آپ عرصہ دو برس سے گلے کے کینسر میں مبتلا تھے۔ جس کا آپریشن کیا گیا تھا؛ مگر یہ جان لیوا مرض دھیرے دھیرے اپنا اثر دکھاتا رہا۔ اور یہی مرض دنیائے بے ثبات سے آپ کو دارالبقاء لے جانے کا ذریعہ بنا۔ احباب جماعت مولانا صاحب، دوسرے بیٹے مولانا اسماعیل صاحب متعلم مدینہ یونیورسٹی ودیگر لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

(جمعیت اہلحدیث بلتستان)

# میری ماں، پیاری ماں

یاسین سامی: معلم کویت یونیورسٹی

"ماں" کا لفظ ان گنت و بے حساب معانی کا مرقّع، لاتعداد و بے شمار خوبیوں کا مرصّع ہے۔ "ماں" دنیائے الفاظ کا خوبصورت ترین گوہر ہے اور کلمات کے بحر بیکراں کا نفیس یاقوت و مرجان، اسی لئے جب حسنِ الفاظ کا مقابلہ ہوتا ہے تو صدارت کی کرسی اسی کے لیے مختص کی جاتی ہے اور صدرِ کلام کے لقب سے ملقب ہوتا ہے، الفاظ کی دنیا میں سب سے زیادہ استعمال ہونے کا شرف بھی "ماں" کو ہی حاصل ہے، کسی بھی زبان میں پرکھیں تو لفظِ "ماں" سب سے پیارا اور جاذبیت سے بھرا ہوتا ہے بالا جمال چند زبانوں میں ملاحظہ فرمائیں: ماں، الاُم، مادر، ماتا، والدہ، ماما، مام...... وغیرہ کیا ہی خوب الفاظ وکلمات ہیں، جن سے موتی کی چمک، گلاب کی نکہت، غنچے کی رعنائیت، سونے کی تمتماہٹ، ستارے کی جھلملاہٹ نیز دنیائے حسن ولطافت کی تمام تر خوشنمائیاں ورعنائیاں چھلکتی ہیں جو دلوں کوخوش وخرم اور شاداں وفرحاں رکھنے کے اسباب میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اور یہ سب کیوں نہ ہو کیونکہ "ماں" اس سے بھی بڑھ کر فضائل وشمائل کی حامل ہے، خصائلِ حمیدہ اور خصائص نبیلہ اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ بایں ہمہ اس کے حق میں گفتنی کے لئے شایانِ شان الفاظ وتراکیب ناپید ہیں۔ انسانی جذبات فرطِ محبت کو الفاظ وجملوں کے قالب وسانچے میں ڈھالنے میں تقصیر وعجز کا شکار ہیں۔ قلم کو جنبش دینے میں نامرادی اور لاحاصلی دامن گیر رہتی ہے۔ "ماں" ایک ایسی وسیع وفسیح کائنات ہے کہ پتہ نہیں کہاں سے، کیسے، کس طرح، کب اس کی تصویر کشی کی جائے تو بہتر ہوگا...... اسی سوچ وبچار میں گم صم راقم انگشت بدنداں ہوکر حیران وششدر کھڑا ہے۔

اگر میں فن مصوری سے آشنا ہوتا تو اسکی تصویری شکل پیش کر پاتا، اگر سخن پرداز ہوتا تو الفاظ کے ذریعے بیان کرتا، اگر سخن دان ہوتا تو گفتار کا فن آزماتا، اگر شاعر ہوتا تو سخن وری کے جوہر دکھاتا، مگر اس کی تصویر آنکھوں تلے پھرتی رہتی ہے، اور اسے حروف سے تشکیل نہیں دی جاسکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ سب اہلِ ہنر مل بیٹھیں تب بھی "ماں" کے حقوق کا عشرِ عشیر بھی ادا کرنے سے قاصر وعاجز رہیں گے، کیونکہ اس کی ذات دنیا آباد رکھنے کا اہم ذریعہ و بنیادی سبب ہے۔ سننے میں آتا ہے کہ عورت نصفِ مجتمع ہے، لیکن اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ صحیح تعلیم وتربیت والی مثالی "ماں" تو پورا معاشرہ اور مجتمع ہے۔

اس عالمِ ہست وبود میں اسی سے حلاوتِ عطوفت وحنان ہے، وہی رحمت وشفقت کا مصدر، الفت ومحبت کا منبع، صبر وتحمل کی پیکر، وفا وایثار کی دیوی ہے۔ اسی لیے الفتوں کے لالہ زاروں کا نکھار، وفاؤں کے گلستانوں کا سنگار، سخن سنجوں کے باغوں

کے بلبلوں کا ترنم، بستانوں کے گلوں اور غنچوں کا تبسم اسی کے دم سے ہے۔ آفتاب کی کرنوں کی تپش، مہتاب کی چاندنی، دھنک کی خوبرو رنگت اور گلابوں کی مہکتی نکہت میں "ماں" کی محبت وخلوص کی پرتاثیر آمیزش ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے "ماں" کو جو منزلت وفوقیت عطا کی ہے وہ کسی اور رشتے کو حاصل نہیں ہے اور کسی مذہب یا ثقافت نے اتنی برتری اسے دی ہے نہ ہی ان کے ہاں اس کا تصور پایا جاتا ہے۔ اسلام نے والدین کی فرمانبرداری کو انسان کا نصب العین گردانا ہے، ان کا ہر فرمان واجب الاذعان ہوتا ہے بشرطیکہ خالق کی معصیت سے پاک ہو، ان کی نافرمانی سے احتراز لامحالی ہے، یہاں تک کہ رب کریم نے اپنی رضا اور خفا کو ان کی رضا وخفا سے مربوط کر دیا ہے، اسی لیے "اف" تک کہنا بھی شریعت اسلامیہ میں محظور وممنوع قرار پایا ہے۔ اگر اس سے بھی کوئی ادنی اذیت رسا لفظ ہوتا تو اس سے بھی اجتناب ضروری ٹھہراتا۔ دین حنیف میں والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا عبادت کا ثواب رکھتا ہے اور صبح وشام، لیل ونہار، سرما وگرما، بہار وخزاں، جوانی وبڑھاپے میں بلاتفریق ان کی خدمت وعزت، احترام واکرام، ان سے پیار ومحبت، الفت ویگانگت کرنا فرض ہے۔ اس میں کوئی خاص دن یا گھڑی متعین نہیں ہے بلکہ ہر وقت، ہر لمحہ، ہر ساعت سرمدی وابدی احسان کرنا فرضِ عین ہے۔ صرف یہ کافی ہے کہ "ماں" جنت میں جانے کا شارٹ کٹ راستہ اور فردوس کا بابِ عظیم ہے، ان کے قدموں کے نیچے جنت چھپی ہوئی ہے۔

دینِ اسلام میں اقدار وقیم، تہذیب وتمدن، کردار وگفتار کے ہر وہ گُر موجود ہیں جن کو اپنا کر کوئی بھی معاشرہ زندگی کی پستیوں سے اوجِ ثریا پر کمندیں ڈال سکتا ہے انسانی معاشرے میں جو روایات اور ثقافتیں رائج ہیں اور اسلامی تعلیمات سے متصادم نہیں ہیں ان کو چھوڑ کر مغربی اقدار وتقالید کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا، ان کے ہر قول وفعل کو اپنانا یقیناً ہمارے انحطاط وتنزل کا منہ بولتا ثبوت ہے، مگر صد ہائے افسوس! ستم ظریفی دیکھیں کہ کس حد تک مشرقی آدم زادہ مغربی ہوس پرستوں کی تقلید میں بھاگم بھاگ جا رہے ہیں اور یہ سوچتے بھی نہیں کہ آیا یہ میرے مذہب وکلچر کے منافی تو نہیں ہے؟؟!! یوں ہی مغرب کے رنگوں میں رنگتے جاتے ہیں۔ یہ سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ یہ کلر خوش نما اور خوش رنگ ہے کہ بدنما وبدرنگ؟؟

ہر سال ۸ مئی کو دنیا میں مغرب کی ایجاد کردہ سینکڑوں عیدوں میں سے ایک عید "مدر ڈے" بڑی شان وشوکت اور پر تپاک انداز میں منائی جا رہی ہے، جس میں بیش بہا ہدیے، تحائف "ماؤں" کو پیش کی جاتی ہیں۔ ان تمام ماؤں کو "تعزیت" پیش کرتا ہوں جو بے چاری ان بے معنی تحفوں کے انتظار میں اپنی عمرِ عزیز کی ایک بہار کھپا چکی ہیں اور آئندہ اور ایک بہار کی مدتِ دراز کاٹنے پر انہیں پھر ایک اور "گفٹ" ملے گا۔